غزل

جمال الدین جمالؔ۔ یونیورسٹی آف حیدرآباد

شفق کی اک کرن جو اس کی پیشانی سے آ جاتی
ہم ایسے نیم جاں کو موت آسانی سے آ جاتی

میں شورِ بازگشت اور بازگشت ہوتا چلا جاتا
صدائے ہو اگر لحاتِ وجدانی سے آ جاتی

خموشی کی عجب ہلچل تھی دریائے تخیل میں
میں پتھر پھینکتا تصویر پھر پانی سے آ جاتی

ترے قوس و قزح کے سو تغیر سے نہیں ممکن
تماشے میں جو رنگت میری حیرانی سے آ جاتی

مرے ہوش و خرد سب منتظر تھے خاک ہونے کو
لپک اک اس کی نظروں کی جو نادانی سے آ جاتی